

محاسب: گرو۔ اب یاروں ہی سے یہ گیدڑ پھسکی! اتنے روپے مل گئے۔ کون کنور  
و نے سنگھ رسید لکھے دیتے ہیں۔

ناک: رام: روپے لاتے ہو کہ نہیں۔ بولو چٹ پٹ؟

محاسب: گرو۔ تم تو.....

ناک: رام: روپے لاتے ہو کہ نہیں؟ یہاں باتوں کی فرصت نہیں ہے۔ جھٹ پٹ  
سوچو۔ میں چلا۔ یاد رکھو کہیں بھیک بھی نہ ملے گی۔

محاسب: تو یہاں میرے پاس روپے کہاں ہیں؟ یہ تو سرکاری رقم ہے۔

ناک: رام: اچھا تو عندا طلب (رقعہ) لکھ دو۔

محاسب: گرو۔ ذرا ادھر دیکھو۔ غریب آدمی ہوں۔

ناک: رام: تم گریب ہو بچا۔ حرام کی کوڑی کھا کر مولے پڑ گئے ہو۔ اس پر گریب  
بنتے ہو۔ لکھو چٹ پٹ۔ کنور صاحب جبرابھی مروت نہ کریں گے۔ یونہی مجھے اتنے  
روپے دلا دیئے ہیں۔ بس میرے کہنے بھر کی دیر ہے۔ گوئن کا مکد ماچل جائے گا۔ بیٹا  
”سجھے؟ لاؤ باپ کی پوجا۔ تم کرو جیسے گھاگ روج تھوڑے ہی پھنستے ہیں۔“

محاسب نے ناک: رام کی تیوریوں سے بھانپ لیا کہ اب یہ وچھنا لیے بغیر نہ  
چھوڑے گا۔ چپکے سے پچیس روپے نکال کر ان کے ہاتھ دے دیئے اور بولا۔  
”پنڈت۔ اب دیا کرو۔ زیادہ نہ ستاؤ۔“

ناک: رام نے روپے مٹھی میں کیے اور بولے۔ ”لو بچہ۔ اب کسی کو نہ ستانا۔ میں  
تمہاری ٹوہ میں رہوں گا۔“

ناک: رام چلے گئے تو محاسب نے دل میں کہا۔۔۔ ”لے جاؤ۔ سمجھ لیں گے کہ  
خیرات کیا۔“

کنور بھرت سنگھ اس وقت دیوان خانہ کے دروازہ پر کھڑے تھے۔ آج ہوا کے  
ٹھنڈے جھونکوں میں لطف نہ تھا۔ آسمان پر چمکتے ہوئے ستارے طنزیہ نگاہوں کی

طرح دل میں کھٹکتے تھے۔ سامنے درختوں کے کنج میں سے ونے سنگھ کی خیالی صورت، تاریک و دردناک آواز کی طرح لرزاں اور دھوئیں کی طرح پریشان، یوں نکلتی ہوئی معلوم ہوئی جیسے کسی دکھ بھرے دل سے آہ کی صدا نکلتی ہے۔ کنور صاحب کئی منٹ تک کھڑے روتے رہے۔ ونے کے لیے ان کے دل سے اس طرح دعائیں نکل رہی تھیں جیسے علی الصبح گوشہٴ افق سے طلوع ہوتے ہوئے آفتاب کی ہلکی ٹھنڈی اور خوشگوار کرنیں نکلتی ہیں۔

----- اختتام -----

